از عدالت عظمی

الہ آباد بینک، کلکتہ

بنام

رادھا کرشن میتی اور دیگران

10 ستمبر 1999

[ایم۔جگند ھاراؤاوراے۔پی۔مسرا،جسٹسز]

بینکوں اور مالیاتی اداروں کے ایکٹ (1993 کا ایکٹ نمبر 51) کی وجہ سے واجب الادا قرضوں کی وصولی — دفعہ 19(6) — قرض بحالی ٹریبونل کی جانب سے عارضی حکم — منعقد: یہ کوئی بھی عبوری حکم منظور کرسکتا ہے جو فطری انصاف کے اصول کے مطابق ہو — دفعہ 19 (6) دفعہ 22(1) کے تحت ٹریبونل کو دیے گئے اختیارات کی عامیت کو محدود نہیں کرتی، جو کہ بہت وسیع ہیں — ٹریبونل کے اختیارات جو عبوری احکامات دینے میں ضابطہ دیوانی کے ذریعے محدود نہیں ہیں۔

اس معاملے میں چیلنج قرض بحالی ریکوری ٹریبونل کی طرف سے منظور کردہ ایک عبوری حکم کے لیے ہے جس میں جواب دہندگان کو میسرز بی سے کوئی رقم لینے سے روک دیا گیا ہے۔ عبوری حکم اس وقت منظور کیا گیا جب جواب دہندگان نے اپیل کنندہ کی طرف سے ٹریبونل کے سامنے دائر درخواست کی پیشگی کاپی قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ ناراض ہو کر، مدعا علیہان نے آئین کے آرٹیکل 227 کے تحت عدالت عالیہ سے رجوع کیا جس میں ٹریبونل کے دائرہ اختیار کو چیلنج کرتے ہوئے ایک حکم منظور کیا گیا جو ایکٹ کی دفعہ 19(6) کے دائرہ کار سے باہر تھا۔ عدالت عالیہ نے ٹریبونل کے اس حکم کو کالعدم قرار دے دیا جس کے خلاف یہ اپیل دائر کی گئی ہے۔

اپیل کی اجازت دیتے ہوئے عدالت نے

منعقد 1: ٹریبونل کے پاس یقینی طور پر دفعہ 19(6) میں بیان کردہ کے علاوہ دیگر قسم کے حکم امتناعی امتناع یا حکم امتناعی امتناع منظور کرنے کے اختیارات ہیں۔ یہ نوٹس جاری کرسکتا ہے اور مخالف فریق کو سننے کے بعد حکم جاری کرسکتا ہے۔ یا، یہ مخالف فریق کو سنے بغیر عبوری احکامات جاری کرسکتا ہے اور پھر مخالف فریق کو بعد میں سماعت دے سکتا ہے اور حتمی احکامات جاری کرسکتا ہے۔ دفعہ 22 (2) بھی دفعہ 22(1) میں مذکور عمومی اختیارات کو محدود نہیں کرتی۔ مقدمے کے حقائق پر، مدعا علیہان کے وکیل نے نوٹس قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ لہذا ٹریبونل نے اعتراض شدہ حکم منظور کرنے کے لیے پیش قدمی کی۔ اس طرح ٹریبونل فطری انصاف کے اصول کے مطابق تھا۔ اس لیے ٹریبونل زیر بحث حکم منظور کرنے میں اپنے اختیارات کے اندر تھا۔ لہذا عدالت عالیہ نے یہ فیصلہ دیتے ہوئے غلطی کی کہ ٹریبونل نے اپنے دائرہ اختیار سے تجاوز کیا ہے اور اس لیے اس کا حکم کالعدم قرار دیا جاسکتا ہے۔ [295 — سی — ایف]

2 ٹریبونل کے اختیارات کے دائرہ کار اور وسعت کا بنیادی طور پر ایکٹ کی دفعہ 22 کی ذیلی شق (1) میں حوالہ دیا گیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ٹریبونل مجموع ضابطہ دیوانی کے ذریعہ مقرر کردہ طریقہ کار کا پابند نہیں ہوگا بلکہ فطری انصاف کے اصول سے رہنمائی کرے گا۔ ٹریبونل مجموع ضابطہ دیوانی میں موجود اختیارات کا استعمال کر سکتا ہے اور یہاں تک کہ کوڈ سے آگے بھی جا سکتا ہے جب تک کہ وہ فطری انصاف کے اصول کے مطابق احکامات جاری کرے۔ دفعہ 19 (6) کسی بھی طرح سے دفعہ 22 (1) کے تحت ٹریبونل کے اختیارات کی عامیت کو محدود نہیں کرتی۔ اس میں محض یہ کہا گیا ہے کہ ٹریبونل کے ذریعے بعض قسم کے حکم امتناعی امتناع یا حکم امتناعی امتناع منظور کیے جا سکتے ہیں۔ یہ شق ایک قابل عمل شق ہے اور محض یہ بتاتی ہے کہ اس میں مذکور بعض قسم کے حکم امتناعی امتناع یا حکم امتناعی امتناع ٹریبونل کے ذریعے منظور کیے جا سکتے ہیں لیکن اس طرح کی گنتی کو مکمل نہیں سمجھا جا سکتا اور نہ ہی ٹریبونل کے اختیارات کو صرف ان قسم کے حکم امتناعی امتناع یا حکم امتناعی امتناع تک محدود کیا جا سکتا ہے۔ اختیارات کی چوڑائی اور وسعت کو دفعہ 22 (1) سے جمع کیا جانا ہے۔ اس کے علاوہ، قاعدہ 18 ٹریبونل کو انصاف کے مقاصد کو محفوظ بنانے کے لیے احکامات جاری کرنے کے قابل بناتا ہے۔ [A-C—295؛G-H—294]

انڈسٹریل کریڈٹ اینڈ انویسٹمنٹ کارپوریشن آف انڈیا لمیٹڈ بنام گریپکو انڈسٹریز لمیٹڈ اور دیگران [1994] 4 ایس سی سی 710، پر انحصار کیا۔

دیوانی اپلیٹ دائرہ اختیار فیصلہ 1999: کی دیوانی اپیل نمبر 4999۔

1998 کے سی او نمبر 1238 میں کلکتہ عدالت عالیہ کے 19.6.98 کے فیصلے اور حکم سے۔

اپیل کنندہ کے لیے دھرو مہتا، فضل انم، محترمہ سوبھا اور ایس کے مہتا

جواب دہندگان کے لیے بھاسکر پی گپتا، چنچل کمار، محترمہ سرلا چندرا اور رنجن مکھرجی

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

ایم۔ جگندھا راؤ، جسٹس ۔ اجازت دی گئی۔

الہ آباد بینک، کلکتہ نے یہ اپیل کلکتہ عدالت عالیہ کے حکم کے خلاف دائر کی ہے جس کی تاریخ سی او 1238 / 98 میں ہے۔ آئین ہند کے آرٹیکل 227 کے تحت منظور کیے گئے اس حکم کے ذریعے، عدالت عالیہ نے صدر نشین افسر، قرض بحالی ریکوری ٹریبونل، کلکتہ (بینکوں اور مالیاتی اداروں کے واجب الادا قرضوں کی وصولی ایکٹ، 1993 کا ایکٹ نمبر 51) (جسے اس کے بعد ایکٹ کہا جاتا ہے) کے ذریعے منظور کردہ 30.4.98 کے حکم کو کالعدم قرار دے دیا۔

کیس کے حقائق یہ ہیں کہ بینک نے ایکٹ کی دفعہ 19 (1) کے تحت ٹریبونل کے سامنے 27.3.97 پر مدعا علیہان سے 1 سے 3 تک کی رقم کی وصولی اور دیگر ریلیف کے لیے مقدمہ دائر کیا۔کیس زیر التواء، بینک نے 29.3.97 پر درخواست دائر کی جس میں مدعا علیہان کو میسرز بریٹ وائیٹ اینڈ کمپنی سے کوئی رقم یا رقم لینے سے روکنے کے لیے حکم امتناعی عارضی امتناع کی درخواست کی گئی جب آئی اے کی پیشگی کاپی مدعا علیہان کے لیے علمی وکیل کو پیش کرنے کی درخواست کی گئی تو اسے مسترد کر دیا گیا۔اس کے بعد ٹریبونل نے 30.4.98 پر حکم امتناعی امتناع کا عبوری حکم مندرجہ ذیل طور پر منظور کیا :

"اس دوران، مدعا علیہان 1، 2 اور 3 کو عبوری معاملے کے نمٹارے تک میسرز بریٹ وائیٹ اینڈ کمپنی لمیٹڈ سے کوئی رقم وصول کرنے سے روک دیا گیا ہے۔

جواب دہندگان نے آئین ہند کے آرٹیکل 227 کے تحت ایک درخواست میں عدالت عالیہ کا رخ کیا۔عدالت عالیہ نے آئی ڈی 1 کے اپنے حکم امتناعی میں کہا کہ دفعہ 19 (6) کے تحت ٹریبونل کے پاس صرف مخصوص قسم کے عبوری احکامات جاری کرنے کے محدود اختیارات ہیں لیکن یہ کہ دیا گیا حکم امتناعی نامہ دفعہ 19 (6) میں مذکور قسم کا نہیں تھا۔لہذا عدالت عالیہ نے ٹریبونل کے حکم کو کالعدم قرار دے دیا۔ بینک نے یہ اپیل دائر کی ہے۔

ہم نے دونوں طرف سے فاضل وکلاء کو سنا۔ہم سب سے پہلے متعلقہ قانونی توضیعات حوالہ دیں گے۔

ایکٹ کے دفعہ 19 کی ذیلی شق (6) توضیعات مندرجہ ذیل ہیں :

" دفعہ 19 (6): ٹریبونل مدعا علیہ کے خلاف ایک عبوری حکم (چاہے حکم امتناعی امتناع یا روک کے ذریعے) دے سکتا ہے تا کہ اسے ٹریبونل کی کسی پیشگی اجازت کے بغیر اس سے تعلق رکھنے والی کسی بھی جائیداد اور اثاثے کو منتقل کرنے، الگ کرنے یا دوسری صورت میں اس سے نمٹنے یا ٹھکانے لگانے سے روکا جا سکے۔

یہ دیکھا جائے گا کہ دفعہ 19 (6) میں مذکورہ بالا شق بعض قسم کے حکم امتناعی امتناع یا حکم امتناعی امتناع سے مراد ہے اور اس معاملے میں منظور کیا گیا حکم امتناعی امتناع بلا شبہ دفعہ 19 (6) میں مذکور اقسام میں سے ایک نہیں ہے۔اس کے بعد ایکٹ کے دفعہ 22 کی ذیلی شق (1) اور (2) اور قرض بحالی ریکوری ٹریبونل (ضابطہ) قواعد، 1993 کے قاعدہ 18 کی اہم توضیعات حوالہ دینا ضروری ہے۔دفعہ 22 مندرجہ ذیل ہے:

" دفعہ 22: ٹریبونل اور اپیلیٹ ٹریبونل کے طریقہ کار اور اختیارات —

(1) ٹریبونل اور اپیلیٹ ٹریبونل مجموع ضابطہ دیوانی، 1908 (1908 کا 5) کے ذریعہ مقرر کردہ طریقہ کار کے پابند نہیں ہوں گے، لیکن فطری انصاف کے اصول کی رہنمائی کریں گے اور اس ایکٹ اور کسی بھی قواعد کی دیگر توضیعات تابع، ٹریبونل اور اپیلیٹ ٹریبونل کو

اپنے طریقہ کار منضبط کرنا کرنے کے اختیارات حاصل ہوں گے، بشمول ان جگہوں پر جہاں ان کی نشستیں ہوں گی۔

(2) ٹریبونل اور اپیلٹ ٹریبونل کو، اس ایکٹ کے تحت اپنے فرائض کی انجام دہی کے مقاصد کے لیے، وہی اختیارات حاصل ہوں گے جو مجموع ضابطہ دیوانی، 1908 (1908 کا 5) کے تحت سول عدالت میں درج ذیل معاملات کے سلسلے میں مقدمے کی سماعت کرتے وقت دیے گئے ہیں، یعنی:—

(a) کسی بھی شخص کو طلب کرنا اور اس کی حاضری کو نافذ کرنا اور حلف پر اس کی جانچ کرنا۔
(b) دستاویزات کی دریافت اور پیش صنعتی عمل کی ضرورت؛
(c) حلف نامے پر ثبوت حاصل کرنا؛
(d) گواہوں یا دستاویزات کے معائنے کے لیے کمیشن جاری کرنا؛
(e) اپنے فیصلوں کا جائزہ لینا؛
(f) کسی درخواست کو کوتاہی کے لیے مسترد کرنا یا اس کا یک طرفہ فیصلہ کرنا۔
(g) کسی بھی درخواست کو کوتاہی کے لیے مسترد کرنے کے کسی بھی حکم کو یا اس کے ذریعے ایک طرف سے منظور کردہ کسی حکم کو الگ کرنا۔
(h) کوئی اور معاملہ جو مقرر کیا جا سکے۔

قواعد کا قاعدہ 18 درج ذیل بیان کرتا ہے:

" قاعدہ:18 بعض معاملات میں احکامات اور ہدایات—ٹریبونل ایسے احکامات دے سکتا ہے جو اس کے احکامات کو نافذ کرنے یا اس کے عمل کے غلط استعمال کو روکنے یا انصاف کے مقاصد کو محفوظ بنانے کے لیے ضروری یا مناسب ہوں۔

یہ دیکھا جائے گا کہ دفعہ 22(1) ٹریبونل کے اختیارات سے متعلق ہے اور دفعہ 22(2) کچھ مخصوص اختیارات سے متعلق ہے۔ قاعدہ 18 ٹریبونل کے احکامات جاری کرنے کے اختیار سے بھی متعلق ہے۔

انڈسٹریل کریڈٹ اینڈ انویسٹمنٹ کارپوریشن آف انڈیا لمیٹڈ بنام گریپکو انڈسٹریز لمیٹڈ اور دیگران [1994] 4 ایس سی سی 710 میں اس ایکٹ کے تحت اس عدالت کے حالیہ فیصلے میں، اس عدالت نے ایکٹ توضیعات اور ٹریبونل کے اختیارات پر غور کیا۔ اس معاملے میں جو سوال پیدا ہوا وہ یہ تھا کہ کیا ٹریبونل یک طرفہ حکم امتناعی امتناع دینے کا حکم امتناعی دے سکتا ہے۔ اس تناظر میں، ایکٹ کی دفعہ 22 کا حوالہ دیا گیا تھا۔ اس عدالت نے مشاہدہ کیا کہ ٹریبونل کے اختیارات (سوائے ذیلی شق (2) کے، سول کورٹ کے اختیارات سے زیادہ وسیع ہیں اور اس کی واحد حد یہ تھی کہ اسے فطری انصاف کے اصول پر عمل کرنا چاہیے۔ وادھوا، جسٹس نے اس طرح بیان کیا: (صفحہ 716، پیرا 11):

" تاہم ہم عدالت عالیہ کی طرف سے اپنائی گئی استدلال سے متفق نہیں ہیں۔ جب ایکٹ کے دفعہ 22 میں کہا گیا ہے کہ ٹریبونل مجموع ضابطہ دیوانی کے ذریعہ مقرر کردہ طریقہ کار کا پابند نہیں ہوگا، تو اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اسے مجموع ضابطہ دیوانی میں موجود عدالت کے اختیارات کو استعمال کرنے کا دائرہ اختیار نہیں ہوگا۔ بلکہ، ٹریبونل مجموع ضابطہ دیوانی سے آگے بڑھ سکتا ہے اور اس کے اختیارات پر رکھی جانے والی واحد رکاوٹ فطری انصاف کے اصول پر عمل کرنا ہے۔"

ایکٹ توضیحات کو دیگر قوانین کے تحت کچھ دیگر ٹریبونلز پر عائد پابندیوں سے متصادم کرنے کے بعد، اس عدالت نے مشاہدہ کیا: (صفحہ 717)۔

"اس طرح یہ دیکھا جائے گا کہ اگرچہ ایکٹ کے تحت ٹریبونل کے اختیارات پر کوئی حدود نہیں ہیں، لیکن مقننہ نے ان قوانین کے تحت کچھ اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے مختلف قوانین کے تحت حکام کے اختیارات کو محدود کرنا مناسب سمجھا ہے۔ مزید برآں، جب ٹریبونل کو حکم امتناعی امتناع یا روک کے ذریعے عبوری حکم دینے کا اختیار دیا جاتا ہے، تو یہ اس حکم امتناعی کو یک طرفہ بھی دینے کا اختیار دیتا ہے، اگر ایسا انصاف کے مفاد میں ہے۔"

یہ سچ ہے کہ مذکورہ بالا معاملے میں اس عدالت کا تعلق ٹریبونل کے حکم امتناعی امتناع یا روک (یا ایک طرف سے عبوری حکم یا روک) کے حکم امتناعی کو منظور کرنے کے اختیار سے نہیں تھا، سوائے حکم امتناعی امتناع کی قسم یا روک کے جو ایکٹ کے دفعہ 19 کی ذیلی شق (6) میں درج ہے۔ لیکن ہماری رائے میں مندرجہ ذیل وجوہات کی بنا پر اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

ٹریبونل کے اختیارات کے دائرہ کار اور وسعت کا بنیادی طور پر ایکٹ کی دفعہ 22 کی ذیلی شق (1) میں حوالہ دیا گیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ ٹریبونل مجموع ضابطہ دیوانی کے ذریعہ مقرر کردہ طریقہ کار کا پابند نہیں ہوگا بلکہ فطری انصاف کے اصول سے رہنمائی کرے گا۔ جیسا کہ اس عدالت نے گریپکو میں کہا ہے، ٹریبونل مجموع ضابطہ دیوانی میں موجود اختیارات کا استعمال کر سکتا ہے اور یہاں تک کہ کوڈ سے آگے بھی جا سکتا ہے جب تک کہ وہ فطری انصاف کے اصول کے مطابق احکامات جاری کرے۔ ہم یہ بھی شامل کر سکتے ہیں کہ دفعہ 19 (6) کسی بھی طرح سے دفعہ 22 (1) کے تحت ٹریبونل کے اختیارات کی عامیت کو محدود نہیں کرتی ہے۔ اس میں محض یہ کہا گیا ہے کہ ٹریبونل کے ذریعے بعض قسم کے حکم امتناعی امتناع یا حکم امتناعی امتناع منظور کیے جا سکتے ہیں۔ واضح رہے کہ دفعہ 19 کی ذیلی شق (6) ان الفاظ سے شروع ہوتی ہے–" ٹریبونل عبوری حکم دے سکتا ہے"۔ یہ شق ایک قابل عمل شق ہے اور محض یہ بتاتی ہے کہ اس میں مذکور بعض قسم کے حکم امتناعی امتناع یا حکم امتناعی امتناع ٹریبونل کے ذریعے منظور کیے جا سکتے ہیں لیکن ہماری رائے میں اس طرح کی گنتی کو مکمل نہیں سمجھا جا سکتا اور نہ ہی ٹریبونل کے اختیارات کو صرف ان ہی قسم کے حکم امتناعی امتناع یا حکم امتناعی امتناع تک محدود کیا جا سکتا ہے۔ اختیارات کی چوڑائی اور وسعت کو سیکشن 22 (1) سے جمع کیا جانا ہے جیسا کہ گریپکو میں بیان کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ، قاعدہ 18 ٹریبونل کو انصاف کے مقاصد کو محفوظ بنانے کے لیے احکامات جاری کرنے کے قابل بناتا ہے۔

اس طرح، ہمارا خیال ہے کہ ٹریبونل کو یقینی طور پر دفعہ 19 (6) میں بیان کردہ کے علاوہ دیگر قسم کے حکم امتناعی امتناع یا حکم امتناعی امتناع منظور کرنے کے اختیارات حاصل ہیں۔ یہ نوٹس جاری کر سکتا ہے اور مخالف فریق کو سننے کے بعد حکم جاری کر سکتا ہے۔ یا، یہ

مخالف فریق کو سنے بغیر عبوری احکامات جاری کر سکتا ہے اور پھر مخالف فریق کو بعد میں سماعت دے سکتا ہے اور حتمی احکامات جاری کر سکتا ہے۔ہم یہ بھی نشاندہی کر سکتے ہیں کہ دفعہ 22(2) بھی دفعہ 22(1) میں مذکور عمومی اختیارات کو محدود نہیں کرتی ہے۔سیکشن 22(2) میں صرف اتنا کہا گیا ہے کہ (اے) سے (ایچ) کے تحت آنے والی درخواستوں کی قسم کے سلسلے میں، ٹریبونل کے پاس صرف وہی اختیارات ہیں جو سول کورٹ میں ہیں۔

ہمارے سامنے مقدمے کے حقائق پر، ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ مدعا علیہان کے وکیل نے نوٹس قبول کرنے سے انکار کر دیا اور اس لیے ٹریبونل نے اعتراض شدہ حکم منظور کرنے کے لیے آگے بڑھا۔اس طرح ٹریبونل فطری انصاف کے اصول کے مطابق تھا۔اس لیے ٹریبونل زیر بحث حکم منظور کرنے میں اپنے اختیارات کے اندر تھا۔لہٰذا عدالت عالیہ نے یہ فیصلہ دیتے ہوئے غلطی کی کہ ٹریبونل نے اپنے دائرہ اختیار سے تجاوز کیا ہے اور اس لیے اس کا حکم کالعدم قرار دیا جا سکتا ہے۔

ہمارے سامنے ایک بات اٹھائی گئی کہ قرض دہندگان میں سے ایک کی موت کے بارے میں بینک کو نوٹس دیا گیا تھا اور بینک کی طرف سے اس سلسلے میں کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا۔یہ نقطہ اس اپیل میں نہیں اٹھتا ہے۔یہ فریقین پر ہوگا کہ وہ اسے ٹریبونل کے سامنے اٹھائیں اور ٹریبونل قانون کے مطابق اس سے نمٹے۔

نتیجے میں، اپیل کی اجازت دی جاتی ہے اور عدالت عالیہ کے حکم کو کالعدم قرار دیا جاتا ہے اور ٹریبونل کے حکم کو بحال کیا جاتا ہے۔ہمیں یہ نہیں سمجھنا چاہیے کہ ہم نے عبوری درخواست کی خوبیوں پر یا مرکزی کیس کے حوالے سے کچھ کہا ہے۔اخراجات کے حوالے سے کوئی آرڈر نہیں ہوگا۔

آئی۔ایم۔اے

اپیل کی منظوری دی جاتی ہے۔

Javeed Ahmed Geelani
2024.10.09 16:55
I am the author of this document